ماہ محرم الحرام کے تعلق سے بہت ہی شاندار کتاب

محرم کا تحفہ

از قلم

سگ مدینہ خادم اہل بیت عاشق اعلیٰ حضرت طالب دعا آپ کا اپنا

محمد اطہر نوری جلالپوری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قرآن عظیم میں اللہ کریم کا فرمان عالیشان ہے: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ.

ترجمہ کنزالایمان۔ بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان وزمین بنائے اس میں چار حرمت والے ہیں۔ (پارہ ۱۰، سورہ التوبہ آیت ۳۶)

میرے مسلمان بھائیو! صدرالافاضل حضرت علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: (چار حرمت والے مہینوں سے مراد) تین مُتَّصِل (یکے بعد دیگرے) یعنی ذُوالقعدۃ الحرام، ذُوالحجۃ الحرام، محرام الحرام اور ایک جدا رجب، عرب لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی ان مہینوں کی تعظیم کرتے تھے اور ان میں قِتال یعنی (جنگ) حرام جانتے تھے۔ اسلام میں ان مہینوں کی حرمت وعظمت اور زیادہ کی گئی۔ (خزائن العرفان

افضل مہینہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: مہینوں میں سے افضل مہینہ شَھرُ اللہ ہے جسے تم لوگ محرم کہتے ہو۔ (نسائی جلد۲، حدیث ۴۲۱۶)

میرے مسلمان بھائیو! اس حدیث پاک میں مہینوں سے مراد رمضان کے علاوہ بقیہ مہینے ہیں کیونکہ رمضان المبارک ماہ محرم سے افضل ہے۔ (لطائف المعارف)

اللہ کا مہینہ کہنے کی وجہ۔ ماہ محرم الحرام کو حدیث مبارکہ میں شَھْرُ اللّٰہ یعنی اللہ کا مہینہ فرمایا گیا ہے۔ جس سے اِس ماہ مبارک کی عظمت وشان پتہ چلتی ہے۔ محرم الحرام کو شَھْرُ اللّٰہ کہنے کی علمائے کرام نے مختلف وجوہات بیان کی ہیں۔

حضرت سیدنا امام جلال الدین سُیُوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے ایک وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

محرم الحرام کے علاوہ سبھی مہینوں کے نام وہی ہیں جو اسلام سے پہلے دور جاہلیت میں رکھے گئے تھے، صرف محرم ایسا مہینہ ہے جس کا نام اسلام کے آنے کے بعد تبدیل کیا گیا۔ دور جاہلیت میں اسے ,,صَفَرُ الاول،، کہتے تھے، اسلام آنے کے بعد اللہ پاک نے اس کا نام محرم رکھا اس لئے اسے اللہ کریم کی طرف نسبت کرتے ہوئے شَھْرُ اللّٰہ کہا گیا۔ (شرح السیوطی علی المسلم، ۲۵/۳، تحت الحدیث: ۱۱۶۳)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چونکہ عاشورہ (یعنی ۱۰ محرم) کا دن محرم میں واقع (ہے) اور عاشورہ میں بڑے اہم واقعات ہوچکے ہیں۔ (مثلاً) آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت، نوح علیہ السلام کی کشتی کا جُودی پہاڑ پر ٹھہرنا اور قیامت کا آنا اسی دن میں ہونے والا تھا اس لئے سارے محرم کو اللہ کا مہینہ فرمایا گیا یعنی اللہ کے محبوبوں کا مہینہ کہ جو اللہ کے بندوں کا ہوجائے وہ اللہ کا ہوجاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح)

ماہ محرم اور اسلامی کیلنڈر کی ابتداء۔ دور جاہلیت میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر نہیں تھا بلکہ نمبروار گنتی کے بجائے جس سال میں جو اہم ترین واقعہ پیش آتا اس سال کو اسی واقعہ کی طرف منسوب کر دیا جاتا، مثلاً عام الفیل، عام المولد، عام الہجرۃ، عام بدر، عام اُحد وغیرہ کے نام سے سال کو یاد رکھا جاتا تھا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امور سلطنت وغیرہ کو منظّم کرنے کے لئے دارالحکومت مدینہ منورہ میں اجتماع منعقد کیا جس میں بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمع ہوئے اور اسلامی کیلنڈر کی ابتداء کے بارے میں مشورہ کیا، بعض حضرات کی رائے تھی کہ ولادت نبوی سے اسلامی تاریخ کی ابتداء کی جائے، بعض کی رائے بعثت نبوی سے شروع کرنے کی تھی یعنی وہ سال جس میں وحی کا آغاز ہوا، بعض حضرات نے یوم وفات سے کیلنڈر شروع کرنے کی رائے بھی دی، لیکن سیدنا علی مرتضی اور سیدنا عمر فاروق کی رائے یہ ہوئی کہ ہجرت کے سال سے کیلنڈر کی ابتداء کی جائے پھر اسی پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق ہوا۔ ہجرت اگرچہ ماہ ربیع الاول میں ہوئی تھی لیکن سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجویز دی کہ اسلامی سال کی ابتداء ماہ محرم ہی سے ہونی چاہیے کیونکہ

ذی الحجہ کے آخر میں حج سے واپس آ کر لوگ محرم الحرام سے اپنی (ایک نئی دینی) زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔اس طرح ماہ محرم الحرام سے اسلامی سال کی ابتداء قرار پائی اور ہجرت کے سال سے اسلامی کیلنڈر کی ابتداء قرار پائی۔اور یہ سب کچھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتفاق سے طے پایا،اوراسی طرح ۲۰/جمادی الثانی ۱۷ ہجری مطابق ۹/جولائی ۶۳۸ء سے باقاعدہ طور سے اسلامی سن کا آغاز ہوا۔

میرے مسلمان بھائیو! ماہ محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔جس طرح دیگر مہینے اپنے دامن میں عظمت وشرافت کی ضیائیں سمیٹے ہوئے ہیں محرم شریف کا مہینہ بھی حرمت وتقدس کی خوشبو سے معطر ہے۔

حدیث۔ حدیث شریف میں ہے: محرم، اللہ کے لئے ہے اس کی تعظیم کرو،جس نے ماہ محرم کی قدر کی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں عزت عطا فرمائے گا اور دوزخ سے نجات دے گا۔(ماہنامہ اشرفیہ ستمبر ۲۰۱۹ء صفحہ ۲۹)

ماہ محرم کا استقبال۔ ماہ محرم کا چاند نظر آتے ہی اسلامی نئے سال کا آغاز ہوتا ہے اور ہم آپس میں مبارک بادپیش کرتے ہیں۔لیکن صرف مبارک بادی دینا ہی کافی نہیں بلکہ اس ماہ مبارک کا استقبال تو اس طرح ہونا چاہیے کہ ہم اپنے آپ کا محاسبہ کریں۔گزشتہ سال کی کوتاہیوں کا،اپنے اعمال کا،کردار کا محاسبہ کریں اوراس نئے سال کے

لئے کچھ عزائم کریں۔ منصوبہ بندی کریں، شریعت اسلامیہ کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کے لئے سعی وجدو جہد کریں۔ اسلام کی تبلیغ واشاعت کیلئے کمر بستہ ہو جائیں۔ نظام مصطفٰی ﷺ کے نفاذ کیلئے قربانیاں پیش کریں۔ ان عزائم کے ساتھ اگر ہم ماہ مبارک کا استقبال کریں تو ان شاء اللہ دونوں جہان میں کامیابیاں میسر آئیں گی۔

محرم الحرام کا جب چاند نظر آجائے تو یہ دعا ضرور پڑھیں۔ اس دعا کی فضیلت میں تحریر ہے کہ ,,محرم الحرام کے شروع ہوتے ہی جو شخص یہ دعا پڑھ لیتا ہے وہ شیطان کے شر سے سال بھر کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے اور شیطان اپنا وار اس پر کرنے سے ناامید ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو سال بھر اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَبَدِیُّ الْقَدِیْمُ وَھٰذِہٖ سَنَۃٌ جَدِیْدَۃٌ اَسْئَلُکَ فِیْھَا الْعِصْمَۃَ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَاَوْلِیَا ئِہٖ وَالْعَوْنَ عَلٰی ھٰذِہِ النَّفْسِ الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْءِ وَالْاِشْتِعَالَ بِمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ یَا کَرِیْمُ...

یا اللہ تو ہمیشہ رہنے والا قدیم ہے اور یہ نیا سال ہے میں تجھ سے شیطان اور اس کی ذریت اور اس کے معاونین کے شر، نیز عمارہ کی برائی سے حفاظت کا سوال کرتا ہوں اور میں تو صرف ایسے اعمال کا طالب ہوں جو تیری بارگاہ

میں قربت کا سبب ہو۔ یا کریم

ماہ محرم الحرام کے استقبال میں پہلی تاریخ کو دن میں دو رکعت نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔ صاحب جواہر عینی فرماتے ہیں کہ جو شخص اس نماز اور دعا کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اوپر دو فرشتے موکل کرے گا تا کہ وہ مدد کریں، اس کے کاروبار میں اور شیطان لعین کہتا ہے کہ افسوس میں ناامید ہوں، اس شخص سے تمام سال تک۔

دو رکعت نماز کی ترکیب یوں ہے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین بار پڑھے، بعد سلام کے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ الْفَرْدُ الْاَبَدُ الْقَدِيْمُ هٰذِهٖ سَنَةٌ جَدِيْدَةٌ اَسْئَلُكَ فِيْهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَالْاَمَانَ مِنَ السُّلْطٰنِ الْجَابِرِ وَمِنْ شَدِّ كُلِّ ذِىْ شَدٍّ مِنَ الْبَلَايَا وَالْاٰفَاتِ وَاَسْئَلُكَ الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلٰى هٰذِهِ النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ بِالسُّوْءِ وَالْاِشْتِغَالَ بِمَا يُقَرِّبُنِىْ اِلَيْكَ يَا بَرُّ يَا رَؤُفُ يَا رَحِيْمُ يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ..

میرے مسلمان بھائیو! اس پر خود بھی عمل کرو اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی تلقین کرو۔ اور ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ، کوئی بھی عمل اس وقت فائدہ دیتا ہے جب عامل حسن نیت اور یقین کے ساتھ کرے۔ مگر آج کل لوگوں کا

یقین بہت کمزور ہوگیا ہے یہ یقین ہی نہیں ہوتا کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے، اس دعا کے پڑھنے سے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی ناامید نہیں ہونا چاہیے، وہ ہر شی پر قادر ہے۔

محرم کی پہلی شب۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص ماہ محرم الحرام کی شب اوّل میں بیداری کرے اور ۸ رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس (۱۰) بار پڑھے تو میں بروز قیامت اس کی اور اس کے گھر والوں کی شفاعت کروں گی، اگرچہ اس پر دوزخ کی آگ واجب ہو چکی ہو۔ کتاب الاوراد میں ہے کہ جو محرم کی پہلی رات میں دو رکعت نفل پڑھے اور بعد سلام ہاتھ اٹھا کر یہ دعا: اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَتَجَاوَزْعَنِیْ وَاحْفِظْنِیْ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ.. پڑھے وہ تمام سال جملہ آفات وبلیات سے امان میں رہے گا۔ (مراسم محرم الحرام وفضائل عاشورہ)

یکم محرم۔ محرم کی پہلی تاریخ کو امیر المومنین حضرت سید عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا عظیم سانحہ پیش آیا۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ،، یعنی یا الٰہ العالمین! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مجھے موت نصیب فرما۔ (تاریخ الخلفاء)

آپ کی شہادت۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا اس طرح قبول ہوئی کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجوسی غلام ابولؤلؤہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی کہ اس کے آقا حضرت مغیرہ بن شعبہ روزانہ اس سے چار درہم وصول کرتے ہیں آپ اس میں کمی کرادیجئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم لوہار اور بڑھئی کا کام خوب اچھی طرح جانتے ہو اور نقاشی بھی بہت عمدہ کرتے ہو تو چار درہم یومیہ تمہارے اوپر زیادہ نہیں ہیں۔ اس جواب کو سن کر وہ غصہ سے تلملاتا ہوا واپس چلا گیا، کچھ دنوں بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پھر بلایا اور فرمایا کہ تو کہتا تھا کہ اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں تو میں ایسی چکی تیار کردوں جو ہوا سے چلے، اس نے تیور بدل کر کہا کہ ہاں! میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایسی چکی تیار کردوں گا جس کا لوگ ہمیشہ ذکر کیا کریں گے، جب وہ چلا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی۔

ابولؤلؤہ غلام نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا پختہ ارادہ کرلیا۔ ایک خنجر پر دھار لگائی اور اس کو زہر میں بجھا کر

اپنے پاس رکھ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز کے لئے مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور ان کا طریقہ تھا کہ وہ تکبیر تحریمہ سے پہلے فرمایا کرتے تھے صفیں سیدھی کرلو، یہ سن کر ابو لؤلؤہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بالکل قریب صف میں آ کر کھڑا ہو گیا اور پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے اور پہلو پر خنجر سے دو وار کئے جس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گر پڑے، اس کے بعد اس نے اور نمازیوں پر حملہ کر کے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جس میں بعد میں چھ افراد کا انتقال ہو گیا، اس وقت جب کہ وہ لوگوں کو زخمی کر رہا تھا ایک عراقی نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور جب وہ اس کپڑے میں الجھ گیا تو اس نے اسی وقت خودکشی کر لی۔

چونکہ اب سورج نکلا ہی چاہتا تھا اس لئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مختصر سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر لائے۔ ۲۶/ذوالحجہ ۲۳ھ بدھ کے دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے۔ (خلفائے راشدین)

۲۶/ذی الحجہ ۲۳ھ بروز بدھ بوقت صبح آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور اتوار یکم محرم ۲۴ھ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پر مبنی انتقال فرمایا۔ (تاریخ عالم اسلام، الکامل جلد ۳ صفحہ ۵۲، تاریخ الخلفاء)

فضیلت فاروق اعظم۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں چنانچہ

(۱) ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ سرکار اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔ (مشکوٰۃ)

میرے مسلمان بھائیو! یہ ہے مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اگر نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین نہ ہوتے تو آپ نبی ہوتے۔ اس حدیث شریف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا عظیم الشان بیان ہے۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بلاشبہ نگاہ نبوت سے دیکھ رہا ہوں کہ جن کے شیطان بھی اور انسان بھی دونوں میرے عمر کے خوف سے بھاگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

میرے مسلمان بھائیو! یہ رعب و دبدبہ ہے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہ چاہیے جن کا شیطان ہو یا انسان کا دونوں ان کے ڈر سے بھاگ جاتے ہیں۔

(۳) ترمذی شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور قلب پر حق کو جاری فرما دیا ہے۔ (مشکوٰۃ)

میرے مسلمان بھائیو! اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ حق ہی

بولتے ہیں، ان کے قلب اور زبان پر باطل کبھی جاری نہیں ہوتا۔

(۴) مدارج النبوۃ جلد دوم میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: عمر مجھ سے ہیں اور میں عمر سے ہوں اور عمر جس جگہ بھی ہوتے ہیں حق ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۵) طبرانی اوسط، میں حضرت ابوسعید خذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے عمر سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔ اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور خدائے تعالیٰ نے عرفہ والوں پر عموماً اور عمر پر خصوصاً فخر ومباہات کی ہے، جتنے انبیائے کرام علیہم السلام دنیا میں مبعوث ہوتے ہر نبی کی امت میں ایک محدث ضرور ہوا ہے اور اگر کوئی محدث میری امت میں ہے تو وہ عمر ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! محدث کون ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کی زبان سے ملائکہ بات کریں وہ محدث ہوتا ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

میرے مسلمان بھائیو! یکم محرم الحرام کو خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی، محفل ذکر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کھانا وغیرہ اپنے گھروں میں اہتمام کر کے اپنی محبت و

عقیدت کا ثبوت دیں۔اور سیرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کے پڑھ کے عمل کرنے کی کوشش کریں،ان شاءاللہ تعالیٰ آپ کی دنیا بھی کامیاب ہوجائے گی اور آخرت بھی۔

میرے مسلمان بھائیو! بعض جاہلوں نے یہ مشہور کردیا ہے کہ محرم الحرام میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے۔

میرے آقا سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے،ان کا یہ خیال غلط ہے جس طرح دوسرے دن میں سب کی فاتحہ ہوسکتی ہے ان دنوں میں بھی ہوسکتی ہے۔(فتاویٰ رضویہ)

حدیث۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:جس شخص نے ذوالحجہ کے آخری دن اور محرم کے پہلے دن کا روزہ رکھا اس نے جانے والے سال کو روزہ کے ساتھ ختم کیا اور آنے والے سال کو روزہ کے ساتھ شروع کیا اور یہ روزے اس کے لئے پچاس سالوں کا کفارہ بن جائیں گے۔(غنیۃ الطالبین)

سلطان الہند عطائے رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی محرم الحرام کی چاند رات میں دو رکعت پڑھے دونوں رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ اخلاص دس مرتبہ پڑھے تو اس نماز پڑھنے والے

کو اللہ تعالیٰ بہشت میں دو ہزار محل عطا فرمائے گا۔ ہر محل میں ہزار دروازے یاقوت کے ہوں گے ہر دروازے پر ایک تخت زَبرّجد کا ہوگا اور اس پر حور بیٹھی ہوگی۔ اور چھ ہزار برائیاں اس نمازی کی دور کی جائیں گی، اور چھ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔ (ماہنامہ اشرفیہ ستمبر ۲۰۱۹ء صفحہ ۲۹)

دو محرم الحرام۔ دو محرم الحرام ۶۱ھ مطابق ۲/اکتوبر ۶۸۰ء کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قافلے کے ساتھ جو کل بیاسی افراد تھے جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے، کربلا کے میدان پہونچے۔

میدان کربلا۔ میدان کربلا ملک عراق میں نہر فرات کے قریب ہے۔ کربلا ایک جگہ کا نام ہے جہاں پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے عزیز و اقارب کو یزیدیوں نے شہید کیا۔ جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام پر پہونچے اور یہیں پر رکنے کو مجبور کیا گیا تو آپ نے اس جگہ کا نام پوچھا، لوگوں نے کہا اس کا نام کربلا ہے۔ اس لفظ کو سنتے ہی آپ سواری سے اتر پڑے اور فرمایا: یہ کربلا ہے جو مقام کرب و بلا ہے۔

عاشورہ۔ محرم الحرام کی دسویں تاریخ جو عاشورہ کہلاتی ہے۔ یہ دنیا کی تاریخ میں بڑی عظمت و فضلیت والا دن ہے

جس میں خداوند قدوس کی قدرتوں اور نعمتوں کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہوئیں اور اس دن سے متعلق تاریخی واقعات کا ایک عظیم سلسلہ ہے۔

حضرت شیخ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور کتاب نزہۃ المجالس میں تحریر فرماتے ہیں کہ اسی روز آسمان وزمین اور قلم کی تخلیق ہوئی، حضرت آدم علیہ السلام وحوا پیدا ہوئے اور آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی ،حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر لگی ،حضرت ابراہیم علیہ السلام مرتبہ خلت سے سرفراز کیئے گئے، چالیس سال بعد حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت یوسف علیہ السلام ملے، حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے، حضرت ایوب علیہ السلام صحتیاب ہوئے، حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکلے، حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت عطا ہوئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے، ہمارے نبی ﷺ کا عقد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا اور اسی روز قیامت بھی قائم ہوگی۔ (خطبات محرم صفحہ ۴۵۹،۴۶۰)

میرے مسلمان بھائیو! ثابت ہوا کہ محرم کی دسویں تاریخ خدائے تعالیٰ کے نزدیک بڑی عظمت وفضیلت والی ہے،

اسی لئے اس نے اپنے پیارے حبیب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے محبوب نواسے کی شہادت کے لئے بھی اسی تاریخ کو منتخب فرمایا، شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس تاریخ میں اور چار چاند لگ گیا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے بھی یوم عاشورہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یوم عاشورہ کو بہت ہی عظمت وفضیلت سے نوازہ ہے۔

یوم عاشورہ کے بارے میں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوم عاشورہ کے روزے کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول کائنات ﷺ کو یوم عاشورہ اور رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور کے بارے میں کہ جس کی فضیلت دوسرے دنوں پر ہو، بیان کرتے نہیں دیکھا۔ (بخاری)

میرے مسلمان بھائیو! عاشورہ کا دن اپنے اندر بڑی اہمیت وفضیلت رکھتا ہے۔ اس کی حرمت وعظمت قدیم زمانے سے چلی آرہی ہے۔ اس کا روزہ اپنی فضیلت کی وجہ سے انبیائے کرام کے درمیان معروف ومشہور تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم اس کی تفصیل آگے لکھنے ہی والے ہیں۔

حدیث۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: عاشورہ کے دن انبیائے کرام روزے رکھا کرتے تھے تو تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

میرے مسلمان بھائیو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھنا صرف ہمارے آقا ﷺ کی مبارک سنت نہیں ہے بلکہ انبیائے کرام کی بھی سنت مبارکہ ہے۔ ہمارے آقا تاجدار کائنات ﷺ نے خود عاشورہ کا روزہ رکھا اور اپنے غلاموں کو بھی رکھنے کا حکم دیا کہ اس دن روزہ تم بھی رکھا کرو۔ یوم عاشورہ کا روزہ ایسا ہے کہ انبیائے کرام نے بھی رکھا، اور اہل کتاب بھی رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ ایام جاہلیت میں بھی یوم عاشورہ کا روزہ رکھنے کا معمول تھا۔

عاشورہ کا روزہ اور ہمارے آقا ﷺ کا عمل۔ عاشورہ کا روزہ رکھنے کے تعلق سے حضور اقدس ﷺ کی چار حالتیں تھیں۔

حالت اوّل۔ پہلی حالت یہ تھی کہ جب آپ ﷺ مکہ معظّمہ میں تھے تو یوم عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے، لیکن آپ ﷺ نے صحابہ کو اس کے رکھنے کا حکم نہیں دیا۔

حدیث۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ عاشورہ کا روزہ جاہلیت کے دنوں میں قریش رکھا کرتے تھے، اور سرکار دو عالم ﷺ کا معمول بھی یہی تھا کہ آپ ﷺ بھی روزہ رکھتے۔ لیکن جب ہجرت فرما کر آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے، تب بھی آپ ﷺ نے عاشورہ کے

روزے کا معمول برقرار رکھا (فرق بس اتنا ہوا کہ) یہاں آپ ﷺ نے صحابہ کو بھی اس کے رکھنے کا حکم صادر فرمایا، پھر رمضان کے روزے فرض قرار دیے گئے تو حضور ﷺ صرف رمضان ہی کا روزہ رکھنے لگے، عاشورہ کا روزہ ترک فرما دیا، پھر یہ ہو گیا کہ جو چاہتا عاشورہ کا روزہ رکھ لیتا اور جو نہیں چاہتا نہیں رکھتا۔ (بخاری)

صحیح بخاری میں ایک روایت یوں آئی ہے کہ رسول گرامی وقار ﷺ نے ارشاد فرمادیا تھا: جو چاہے روزہ رکھ لے اور جو چاہے افطار کر لے۔

حالت دوم۔ دوسری حالت یہ ہے کہ جب سرکار ابد قرار ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو حضور ﷺ نے اہل کتاب کو عاشورہ کے دن بڑی تعظیم کرتے ہوئے دیکھا، نیز یہ بھی کہ وہ اس دن روزہ رکھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور تاجدار کائنات ﷺ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مدینہ کو مشرف کیا تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم اس دن کا روزہ کس لئے رکھتے ہو؟

کہنے لگے کہ یہی وہ عظیم الشان دن ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات بخشی اور

فرعون اوراس کے لشکر کو غرق آب فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ بطور شکرانہ رکھا تو ہم بھی ان کی اتباع میں آج کا روزہ رکھتے ہیں۔ یہ سن پیغمبر اسلام علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ہم حضرت موسیٰ کے بارے میں تم سے زیادہ حق دار و لائق ہیں۔ چنانچہ آپ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ (بخاری)

حدیث۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس دن کے بعد سے عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنے کا ہمارا معمول بن گیا۔ اور ہم اپنے بچوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھواتی تھیں۔ (طریقہ یہ تھا کہ) ہم مسجد چلی جاتی تھیں اور بچوں کو کھیلنے کے لئے اون کی گڑیا دے دیتیں۔ جب کوئی بچہ کھانے کے لئے روتا تو ہم اس کو کھیلنے کے لئے وہ گڑیا پیش کر دیتیں یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جب وہ ہم سے مانگتے تو ہم ان کو گڑیا دے دیتیں، وہ گڑیا سے کھلینے میں مشغول ہو جاتے اور اس طرح ان کا یہ روزہ مکمل ہو جاتا۔ (مسلم)

میرے مسلمان بھائیو! ان احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ عاشورہ کا روزہ حضور ﷺ نے خود رکھا اور صحابہ کرام کو بھی رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ یہاں تک کہ عاشورہ کا روزہ بچے بھی رکھا کرتے تھے۔ جب ماہ رمضان کے روزے فرض قرار دے دیے گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ روزہ یعنی یوم عاشورہ کا روزہ اُس وقت جب تک ماہ رمضان کا روزہ فرض نہیں ہوا تھا واجب تھا۔

حالت سوم۔ تیسری حالت یہ ہے کہ جب ماہ رمضان کے روزے فرض قرار دے دیے گئے تو سرکار ﷺ نے صحابہ کو عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم اور اس کی تاکید فرمادی۔ اس تعلق سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث گزر چکی ہے۔ (کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے)

حدیث۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے عاشورہ کا روزہ خود بھی رکھا اور دوسروں کو بھی رکھنے کا حکم دیا۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو عاشورہ کا روزہ چھوڑ دیا۔ (بخاری)

حدیث۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ ہمیں عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرماتے تھے، اس دن کے روزے کی ہمیں ترغیب دیتے تھے اور ہم سے اس دن کا روزہ رکھنے کا عہد لیتے تھے، لیکن رمضان کے روزے فرض ہو جانے کے بعد نہ آپ ﷺ عاشورہ کے روزے کا ہمیں حکم فرماتے، نہ منع کرتے اور نہ ہم سے اس کے بارے میں کوئی عہد لیتے۔ (مسلم)

حدیث۔ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ یوم عاشورہ، عشرۂ ذی الحجہ اور ہر مہینے کے تین روزے کبھی ترک نہیں فرماتے تھے۔(مسند احمد بن حنبل، سنن نسائی)

میرے مسلمان بھائیو! ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بعد یوم عاشورہ کے روزے کے بارے میں کوئی نیا حکم نہیں دیا بلکہ صحابہ کرام کو روزہ نہ رکھنے کی کوئی ممانعت کیے بغیر اُسی معمول پر چھوڑ دیا جس پر وہ پہلے تھے۔اور ام المومنین کے بیان سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے عاشورہ کا روزہ کبھی ترک نہیں فرماتے تھے۔

حالت چہارم۔چوتھی حالت یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دور میں اس بات کا عزم مصمم فرمالیا تھا کہ وہ (عاشورہ) اکیلا روزہ نہیں رکھیں گے بلکہ عاشورہ کے ساتھ ایک دن اور ملائیں گے تاکہ اس دن کا روزہ رکھنے میں اہل کتاب سے امتیاز ہو جائے۔

حدیث۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں آئندہ سال تک باحیات رہا تو نویں محرم کا بھی روزہ رکھوں گا۔(مسلم)

حدیث۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب سرکار دو عالم ﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور ہمیں رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! عاشورہ ایسا دن ہے کہ یہود و نصاریٰ اس کی بہت عزت و تکریم کرتے ہیں تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: جب آئندہ سال آئے گا تو ان شاء اللہ ہم نویں محرم کا بھی روزہ رکھیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ابھی اگلا سال آیا بھی نہ تھا کہ پیغمبر رحمت ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔ (مسلم، سنن ابوداؤد)

حدیث۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: لوگو! یوم عاشورہ کا روزہ رکھو اور یہود کی (یوں) مخالفت کرو کہ عاشورہ سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔ ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ، ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو۔ (مسند احمد بن حنبل

میرے مسلمان بھائیو! ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عاشورہ کا روزہ اکیلے رکھنے کے بجائے اس کے ساتھ ایک روزہ اور شامل کرلو تا کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت ہو جائے۔ اب چاہے نو، دس رکھو یا دس گیارہ، کیوں کہ حضور ﷺ کا فرمان یہی ہے۔

فضیلت یوم عاشورہ کا روزہ۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ پر گُمان ہے کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (مسلم)

حدیث۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، جس نے عرفہ کا روزہ رکھا اس کے پہلے اور آئندہ سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اس کے ایک سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

میرے مسلمان بھائیو! یوم عاشورہ کا روزہ بہت ہی فضیلتوں کا حامل ہے۔ جس کے رکھنے سے ایک سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ نویں دسویں دونوں دنوں کا روزہ رکھیں۔

آج کل عوام میں یہ مشہور کیا جاتا ہے کہ عاشورہ کے دن روزہ نہ رکھا جائے کیونکہ یزید کی ماں نے روزہ رکھا تھا۔ اس قسم کی ساری باتیں مہمل اور بے اصل ہیں جو رافضیوں نے پھیلائیں ہیں۔ مسلمان ہرگز ایسی بے سروپا باتوں پر دھیان نہ دیں اس سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں اور گناہ لازم آتا ہے۔

عاشورہ اہل یہود کے لئے یوم عید تھا۔ روایتوں میں آتا ہے کہ اس ,,یوم زینت،، کو بھی عاشورہ ہی تھا جس میں کہ حضرت موسیٰ اور فرعون کے درمیان وعدۂ مقابلہ تھا، اور یہ ان لوگوں کی عید کا دن تھا۔

روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس دن کتان کا پوشاک پہنتے اور سرمہ اثمد آنکھوں میں لگاتے ۔سرکار دوعالم ﷺ کے عہد سعادت مہد میں مدینہ اور خیبر کے یہودی اس دن عید منایا کرتے ۔اور اہل جاہلیت بھی ان لوگوں کی دیکھا دیکھی عید مناتے اور اس دن خانہ کعبہ کو غلاف چڑھایا کرتے تھے۔

لیکن شریعت محمدیہ نے اس کی کوئی اجازت نہیں دی۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یوم عاشورہ کو یہودی اس کی تعظیم کرتے اور اس دن کو عید کی طرح مناتے ،لیکن حضور اقدس ﷺ کی ہدایت ہمارے لئے بس یہی تھی کہ تم لوگ اس دن کا روزہ رکھو۔(بخاری)

سنن نسائی اور صحیح ابن حبان کی روایت میں آتا ہے کہ سرکار اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہود کی مخالفت کرو اور اس دن کا روزہ رکھا کرو۔

میرے مسلمان بھائیو! ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دن کو عید بنالینا منع ہے۔ کیوں کہ یہودی اس کو عید بناتے تھے۔اور مشرکوں کی عیدوں کے دنوں میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عاشورہ کے دن روزہ

رکھ لینا خود عید بنانے کی نفی کر دیتا ہے۔ لہذا صحابہ کرام عاشورہ کے دن کے ساتھ ساتھ ایک اور روزہ رکھتے تھے، جیسا کہ گزر چکا۔ اس طرح روزہ رکھنے میں یہود کی مخالفت ہے اور ان کے ساتھ کچھ بھی موافقت باقی نہیں رہتی۔ **عاشورہ کو کرنے والے کام۔** حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص عاشورہ کے دن اپنے بال بچوں کے کھانے پینے میں خوب زیادہ فراخی اور کشادگی کرے گا یعنی زیادہ کھانا تیار کرا کر خوب پیٹ بھر کے کھلائے گا اللہ تعالیٰ سال بھر تک اس کے رزق میں وُسعت اور خیر و برکت عطا فرمائے گا۔ (مَاثَبَتَ مِنَ السُّنَّۃِ، شَھْرُ الْمُحَرَّم، مدنی پنجسورہ

اے میرے مسلمان بھائیو! اس حدیث سے یہ واضح ہو گیا کہ یوم عاشورہ کو کھانے پینے میں خوب زیادہ فراخی اور کشادگی کرنا چاہیے۔ اور جو ایسا کرتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت اور خیر و برکت ہوتی ہے۔ کئی چیزوں میں ایک ساتھ خیر و برکت کیلئے بزرگوں نے کھچڑا بنانا شروع کیا کیوں کہ اس میں کئی چیز ملنے کے بعد بنتا ہے۔ اور یہ بنانا جائز ہے۔

سارا سال اَمراض سے حفاظت۔ مُفَسّر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: محرم کی نویں اور دسویں کو روزہ رکھے تو بہت ثواب پائے گا۔ بال بچوں کے لئے دسویں محرم کو اچھے کھانے پکائے تو ان شاءاللہ سال بھر تک گھر میں برکت رہے گی۔ بہتر ہے کھچڑا پکا کر حضرت شہید کربلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرے بہت مُجَرّب ہے۔ اسی تاریخ یعنی ۱۰ محرم الحرام کو غسل کرے تو تمام سال ان شاءاللہ بیماریوں سے اَمن میں رہے گا کیونکہ اس دن آبِ زمزم تمام پانیوں میں پہنچتا ہے۔ **(روح البیان، مدنی پنج سورہ)**

حدیث۔ سرور کائنات، شاہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص یوم عاشورہ اِثْمد سرمہ آنکھوں میں لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی بھی نہ دُکھیں گی۔ **(شعب الایمان)**

میرے مسلمان بھائیو! یوم عاشورہ کو غسل کرنا چاہیے اور جو غسل کرتا ہے ان شاءاللہ بیماریوں سے تمام سال امن میں رہتا ہے۔ اور آنکھوں کی حفاظت کے لئے اِثْمد سرمہ لگاؤ تاکہ وہ کبھی بھی نہ دُکھے۔ اور اچھے اچھے کھانے بنا کر خود بھی کھاؤ اور اپنے اہل خانہ کو بھی کھلاؤ۔ ۱۰ محرم الحرام کو بعض گھر میں روٹی نہیں بناتیں اور نہ ہی گھر کی صفائی ستھرائی کرتی ہیں اور نہ جھاڑو دیتی ہیں اور بعض تو ایسی ہیں کہ پورے دس دن گھر میں نہیں جلاتیں اور آگ جلانے

کونا جائز و حرام سمجھتی ہیں، ۱۰ دن گزر جانے کے بعد کھانا بناتی ہیں۔

میرے مسلمان بھائیو! ہمارے دین اسلام میں ان باطل رسومات کی کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ اسلام ایسا دین ہے جو گزشتہ اور موجودہ تمام باطل، بے ہودہ اور واہیات رسموں کو ختم کرتا ہے۔ نیکیاں کرنے اور شریعت مُطہرہ پر عمل کی ترغیب دلاتا ہے۔ ہر وہ کام جو ناجائز ہو وہ اس لیے جائز نہیں ہو جاتا کہ کسی کے باپ دادا نے کیا تھا، ہمارے مسلمان ہونے کا تقاضا یہی ہے کہ ہم اپنے خاندان میں، اپنے علاقے میں، اپنے محلے میں اور اپنے گھر میں پائی جانے والی ہر رسم کو شریعت کے مطابق کریں، اگر وہ جائز ہو تو اسے کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر وہ ناجائز ہو تو اسے فوراً ترک کر دینا چاہیے۔

عاشورہ کا دن۔ عاشورہ کا دن بارگاہ الٰہی میں مقبول دنوں میں سے ایک دن ہے اور اعمال صالحہ وصدقہ و خیرات کی قبولیت کا روز اسی لئے حضرت صُوفیائے کرام کا ارشاد گرامی ہے۔ (۱) جو آج کے روز کسی فقیر پر صدقہ کرے گا گویا اس نے تمام فقیر پر صدقہ کیا۔ (۲) جو آج غصہ کو ضبط کرے اللہ تعالیٰ اسے ان میں لکھ دے جو راضی بے رضا ہیں۔

(۳) جو آج کے دن صلہ رحمی کرے وہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور ان کی خدمت کا شرف پائے گا۔ (نزہۃ المجالس)

فضائل عاشورہ میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ یوم عاشورہ ایک ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حدیث۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: اگر تو رمضان کے بعد کسی مہینے کا روزہ رکھنا چاہتا ہے تو محرم کا رکھ لیا کر: کیوں کہ اس میں ایک ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی باقی دوسروں کی بھی توبہ قبول فرمائے گا۔ (ترمذی)

میرے مسلمان بھائیو! مذکورہ بالا حدیث پاک سے یہ واضح ہوگیا کہ ماہ محرم الحرام توبہ کا بھی مہینہ ہے اس مہینہ میں کثرت سے توبہ کرنی چاہیے۔ اور پورے ماہ میں ایک دن ایسا ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی باقی دوسروں کی بھی توبہ قبول فرمائے گا۔ یعنی اگر اور کوئی بھی توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

یوم عاشورہ اور شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یوم عاشورہ کو ہم سب کے آقا ﷺ کے لاڈلے بیٹے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نور نظر، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لخت جگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کہ جفا گر یزیدیوں نے کربلا کے میدان میں آپ کو اور آپ کے عزیز واقارب کو تین دن کا بھوکا پیاسا رکھ کر یوم عاشورہ یعنی ۱۰ محرم الحرام کو ۶۱ھ کو شہید کر دیا۔

کربلا دو شہزادوں کی جنگ نہیں معرکہ حق و باطل تھا۔ آج کے اس پُر فتن دور میں کچھ لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ معرکہ کربلا دو شہزادوں کی جنگ تھی (معاذ اللہ) نہیں میرے مسلمان بھائیو! یہ دو شہزادوں کی جنگ نہیں تھی بلکہ یہ حق و باطل کی جنگ تھی، کیونکہ جو نظام شریعت ہم سب کے آقا ﷺ نے دیا تھا اُسی نظام پر خلفاء راشدین چلتے رہے، مگر جب یزید پلید تخت پر بیٹھا تو اس نے نظام شریعت کو بدلنے کی کوشش کی، جو چیز شریعت میں حرام تھی جیسے شراب تو اس نے حلال کر دی، بھائی بہن کا نکاح وغیرہ تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا کی شریعت کو بچانے کے لئے، اسلام کو بچانے کے لئے میدان میں آئے نا کہ حکومت کیلئے، ایک طرف حق تھا دوسری طرف باطل تو یہ معرکہ دو شہزادوں کا نہیں بلکہ حق و باطل کا معرکہ تھا۔

میرے مسلمان بھائیو! ۱۰ محرم الحرام ہمیں ہر سال شہدائے کربلا اور بالخصوص نواسۂ رسول، سید الشہداء، امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد بھی دلاتا ہے، کیونکہ دس محرم الحرام ۶۱ھ کو تاریخ اسلام میں حق و

باطل کے درمیان ایک عظیم معرکہ پیش آیا، جسے واقعہ کربلا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے،اس واقعہ میں شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے استقامت بھرے انداز نے تمام اہل حق کو باطل کے سامنے ڈٹ جانے اور ضرورت پڑنے پر دین اسلام کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنے کا عظیم الشان سبق دیتا ہے۔

میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جان، مال، اولاد بھوک، پیاس، خوف اور طعنے بازی جیسی سب آزمائش آئیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا جان، دوعالم کے سلطان ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانی دشمن بن گئے اور آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے، آپ کے بھائیوں، بیٹوں، بھانجوں اور بھتیجوں کو شہید کیا گیا، آپ کے رفقاء کو تکلیفیں دی گئیں، آپ کے خاندان والوں کو ستایا گیا، مگر بھی آپ ان تمام آزمائشوں میں سُرخ رُو ہوئے، صبر واستقامت کا پہاڑ بنے رہے، رِضائے الٰہی پر راضی رہتے ہوئے زبان سے حمد الٰہی بجالاتے رہے۔ اور ان بدبختوں کو برابر نیکی کی دعوت اور اسلام کی تعلیمات دیتے رہے، ایک لفظ بھی بے صبری کا ادا نہ کیا حتیٰ کہ سجدے کی حالت میں اپنی جان کا نذرانہ بارگاہ خداوندی میں پیش کردیا۔

میرے مسلمان بھائیو! واقعہ کربلا ہم اور آپ کے لئے سبق حاصل کرنے والا واقعہ ہے مگر آج کچھ لوگوں نے نصیحت حاصل کرنے کے بجائے اس دن کو کھیل تماشوں، غیر شرعی رسوم، ناچ گانوں، میلوں ٹھیلوں اور تفریحوں کا دن بنا ڈالا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کردار کو بھول گئے اور ایسا لگنے لگا کہ جیسے اسلام بھی معاذ اللہ دوسرے مذہبوں کی طرح کھیل تماشوں، تفریحوں اور رنگ رلیوں والا مذہب ہے۔ اور حد تو یہاں تک ہے کہ ان سب خرافاتوں کو محبت امام حسین کا نام دے دیا گیا۔

محبت حسین۔ اللہ تعالیٰ کے نیک اچھے اور مقدس بندوں سے اصلی محبت، سچی اور حقیقی محبت تو یہ ہے کہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے جو راستہ دکھایا ہے اس پر چلا جائے، ان کا کہنا مانا جائے، اپنی زندگی کو ان کی زندگی کی طرح بنانے کی کوشش کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام کے دائرے میں رہ کر ان کی یاد منانا، ان کا ذکر اور چرچا کرنا، ان کی یادگاریں قائم کرنا بھی محبت وعقیدت ہے۔ نہ کہ ان کے نام پر کھیل تماشہ کرنا، اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اصلی محبت، سچی محبت، حقیقی محبت ہے تو ان کی سیرت کو اپنایا جائے، ان کی طرح زندگی گزارنے کی کوشش کی جائے، اور اسلام کے دائرے میں رہ کر ان کی یاد منایا جائے۔

امام حسین کا راستہ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا راستہ، اسلام، ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم وفضل

میں یکتا تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایثار و توکل کے پیکر تھے، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجاعت و بہادری میں بے مثال تھے، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقوی و پرہیزگاری کے مالک تھے، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر حال میں صبر و شکر کے عادی تھے، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبادت و ریاضت کے پیکر تھے، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نفل عبادت اور کثرت سے تلاوت قرآن کے شوقین تھے، یہاں تک کہ بہت سی روایتوں میں آپ کی عبادت و ریاضت، نفل نمازوں اور بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا تذکرہ ملتا ہے۔ آیئے! آپ کی عبادت کے متعلق ۲ روایات پیش کرتا ہوں۔ (۱) علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے نماز پڑھتے، حج کرتے، صدقہ وخیرات کرتے، اور تمام بھلائی کے کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ (اسد الغابۃ)

(۲) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے والد گرامی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن رات میں ہزار رکعت نوافل ادا فرمایا کرتے تھے

(عقد الفرید، باب من کلام الزھاد واخبار العباد، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت)

میرے مسلمان بھائیو! مذکورہ بالا روایتوں سے یہ واضح ہوگیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا ہر پل شریعت کے دائرے میں گزرتا تھا آپ فرض تو فرض ہے نوافل کی بھی کثرت کرتے تھے۔ اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راضی کرنا ہے تو اللہ و رسول کے فرمان پر عمل کرو۔ آپ جو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کے نام پر خرافات کرتے ہو ان کاموں سے ہرگز امام حسین راضی نہیں ہوں گے۔

تلاوت قرآن کا جذبہ۔ جس طرح سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کثرت عبادت کا ذوق وشوق تھا اور کثرت سے نوافل ادا فرمانے کا شوق تھا، اسی طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کثرت سے تلاوت قرآن کرنے کا بھی بہت ہی زیادہ شوق تھا۔

حضرت سیدنا امام شَعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان المبارک میں مکمل قرآن مجید ختم فرمایا کرتے تھے۔ (سیر اعلام النبلا، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت)

میرے مسلمان بھائیو! سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن کریم اور نمازوں سے محبت کا اندازہ اس بات

سے لگائیے کہ ۹ محرم الحرام کو جب یزیدیوں کے ساتھ باہمی صلح کی امید ختم ہوگئی تو امام عالی مقام، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی کو فرمایا کہ کسی طرح یہ لڑائی کل تک مئوخر ہو جائے اور آج کی رات ہمیں عبادت الٰہی کے لئے مل جائے تو بہتر ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی کو ارشاد فرمایا:

اگر موقع مل جائے تو آج کی رات نماز، دعا اور استغفار میں گزرایں کیونکہ مجھے رب کریم کی رضا کیلئے نماز اور تلاوت قرآن سے محبت ہے اور کثرت کے ساتھ دعا اور استغفار میرا معمول ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! ذرا سوچئے جب ہر طرف دشمنوں کا ہجوم ہو، مصیبتوں پر مصیبتیں اور آزمائشوں پر آزمائش آرہی ہوں، پینے کے لئے پانی نہ مل رہا ہو تو ہم میں سے ہر ایک کی تمنا یہی ہوگی کہ کاش کسی طرح ان مصیبتوں سے چھٹکارا مل جائے، کسی طرح یہ مصیبت ٹل جائے، مگر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمنا دیکھئے کہ کیا فرما رہے ہیں کاش کہ یہ رات بھی عبادت کرنے کے لئے مل جائے، یہ رات بھی تلاوت قرآن کے لئے مل جائے، یہ رات بھی دعا و مناجات کے لئے مل جائے، یہ رات بھی تلاوت قرآن کے لئے مل جائے، واقعی یہ اُسی عبادت کا ذوق وشوق تھا کہ میدان کربلا میں اتنی تکلیفیں اور مصیبتیں آنے کے باوجود بھی یہ جذبہ ٹھنڈا نہ ہوا اور میدان

کربلا میں ۱۰ دن کوئی نماز قضا نہیں کی، عبادت سے محبت کا عالم یہ تھا کہ آخری وقت اپنا مبارک سر بارگاہ عالی میں جھکایا اور سجدے کی حالت میں شہادت کو سینے سے لگایا۔

نیاز وفاتحہ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جو لوگ ان کے ساتھ شہید کئے گئے ان کو ثواب پہونچانے کے لئے صدقہ وخیرات کیا جائے غریبوں، مسکینوں کو یا دوستوں کو، پڑوسیوں، رشتے داروں وغیرہ کو شربت یا کھچڑے یا ملیدے وغیرہ کوئی بھی جائز کھانے پینے کی چیز کھلائی یا پلائی جائے، اور اس کے ساتھ آیات قرآنیہ کی تلاوت کردی جائے تو اور بھی بہتر ہے، اور بزرگوں سے اظہار عقیدت ومحبت کا اچھا طریقہ ہے۔

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ان ایام میں صدقات وخیرات کی کثرت کریں، حضرت امام حسین شہید کربلا ودیگر شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام پاک پر جس قدر ہوسکے تصدق وایصال ثواب کریں بلکہ ان روزوں وغیرہا تمام حسنات (نیکیوں) کا ثواب اسی جناب کی نذر کریں۔

(۲) صدر الشریعہ مفتی محمد امجد اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ماہ محرم میں دس دنوں تک خصوصا دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگر شہدائے کربلا کو ایصال ثواب کرتے ہیں، کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا

ہے،کوئی شیر برنج (کھیر) پر کوئی مٹھائی پر،کوئی روٹی گوشت پر،جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ جائز ہے۔ان کو جس طرح ایصال ثواب کرو مندوب (مستحب) ہے بہت سے پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں،جاڑوں میں چائے ہیں ،کوئی کھچڑا پکواتا ہے ،کوئی کار خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ ہو سکتا ہے ،ان سب کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا ۔(بہار شریعت)

(۳) حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: محرم کی نویں اور دسویں کو روزہ رکھے تو بہت ثواب پائے گا۔بال بچوں کے لئے دسویں محرم کو خوب اچھے اچھے کھانے پکائے تو ان شاء اللہ سال بھر تک گھر میں برکت رہے گی،بہتر ہے کہ حلیم (کھچڑا) پکا کر حضرت شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرے بہت مجرب (یعنی مؤثر و آزمودہ) ہے۔اسی تاریخ یعنی ۱۰ محرم الحرام کو غسل کرے تو تمام سال ان شاء اللہ بیماریوں سے اَمن میں رہے گا کیونکہ اس دن آب زمزم تمام پانیوں میں پہنچتا ہے۔(روح البیان)

ذکر شہادت۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے حضرات اہل بیت کرام کا ذکر نظم میں یا نثر میں کرنا اور سننا یقیناً جائز ہے اور باعث خیر و برکت و نزول رحمت ہے۔لیکن اس سلسلے میں نیچے لکھی ہوئی چند باتوں کو

کو دھیان میں رکھنا ضروری ہے۔

(۱) ذکر شہادت میں صحیح روایات اور سچے واقعات بیان کئے جائیں، آج کل کچھ پیشہ ور مقرروں اور شاعروں نے عوام کو خوش کرنے اور تقریروں کو جمانے کے لئے عجیب عجیب قصے اور انوکھی نرالی حکایات اور گڑھی ہوئی کہانیاں اور کرامات بیان کرنا شروع کر دیا ہے، کیوں کہ عوام کو ایسی باتیں سننے میں مزہ آتا ہے اور آج کل کے اکثر مقرروں کو اللہ و رسول سے زیادہ عوام کو خوش کرنے کی فکر رہتی ہے، اور بظاہر سچ سے جھوٹ میں مزہ زیادہ ہے اور جلسے زیادہ تر اب مزے داریوں کے لئے ہی ہوتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: شہادت نامے نظم یا نثر جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں، ایسے بیان کا پڑھنا اور سننا، وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقاً حرام و ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

اور اسی کتاب کے صفحہ ۵۲۲ پر اتنا اور ہے: یوں ہی مرثیے، ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا سب گناہ و حرام ہے۔

حدیث۔نهی رَسُولُ اللّٰہُ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْمَرَاثِیْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔

(۲) ذکر شہادت کا مقصد ان واقعات کو سن کر عبرت و نصیحت حاصل کرنا ہو اور ساتھ ہی ساتھ صالحین کے ذکر کی برکت حاصل کرنا بھی، رونے اور رلانے کے لئے واقعات کربلا بیان کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ اسلام میں ۳ دن سے زیادہ میت کا سوگ جائز نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: شریعت میں عورت کو شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن سوگ منانے کا حکم دیا ہے اوروں کی موت کے تیسرے دن تک اجازت دی ہے، باقی حرام ہے، اور ہر سال سوگ کی تجدید تو اصلاً کسی کے لئے حلال نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

اور رونا رُلانا سب رافضیوں کے طور طریقے ہیں کیوں کہ ان کی قسمت میں ہی یہ لکھا ہوا ہے۔ رافضی غم مناتے ہیں اور خارجی خوشی مناتے ہیں اور سنی واقعات کربلا سے نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہیں اور دین کی خاطر قربانیاں دینے اور مصیبتوں پر صبر کرنے کا سبق لیتے ہیں اور ان کے ذکر کی برکت اور فیض پاتے ہیں، ہاں اگر

ان کی مصیبتوں کو یاد کر کے غم ہو جائے یا آنسو نکل آئے تو یہ محبت کی پہچان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک ہوتا ہے غم منانا اور غم کرنا اور ایک ہوتا ہے غم ہو جانا، غم منانا اور کرنا ناجائز ہے اور دھیان آنے پر خود بخود ہو جائے تو جائز ہے۔

مجالس محرم کے فائدے۔ مجالس محرم سے کئی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ حدیث میں ہے عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ صالحین کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور خلفائے راشدین وامامین کریمین حضرات حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو صالحین کے امام و پیشوا ہیں ان کے ذکر کے وقت تو کثیر رحمتیں نازل ہوں گی جن سے ان مجلسوں میں شرکت کرنے والے خاص طور پر فیضیاب ہوتے ہیں۔

(۲) اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ان کے ذکر کو سن کر اللہ کے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کی اطاعت وفرمابرداری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

(۳) اور تیسرا فائدہ یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ دین ومذہب کی حرمت قائم رکھنے کے لئے میدان میں نکلنا اور اعلائے کلمۃ الحق کرنا، طرح طرح کی مصیبتوں کو برداشت کرنا اور صبر وتحمل کا دامن نہ چھوڑنا۔ تین دن کا بھوکا پیاسا رہنے اور چھوٹے چھوٹے بچوں کے رونے بلکنے کے باوجود حق کی حمایت کرنا اور

باطل کے سامنے نہ جھکنا،عزیزوں کی لاشیں خاک وخون میں تڑپتی ہوئی دیکھ کربھی حرف شکایت زبان پر نہ لانا ،ہرحال میں راضی برضائے الٰہی رہنا اور مقام صدق وصفا میں ثابت قدم رہنا،ان باتوں کے سننے سے دل میں امام عالی مقام کی عظمت ومحبت پیدا ہوتی ہے اور دین ومذہب کی عزت وحرمت باقی رکھنے کے لئے جان ومال کی قربانی دینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

(۴)اور چوتھا فائدہ یہ ہے کہ دنیا کے لئے کوفیوں کا اپنی عاقبت برباد کرنا،اہل بیت رسالت کی توہین کرنا،ان کو ستانا اور ایذا پہنچانا،پھرطرح طرح کی آفتوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونا،اور قتل حسین کے عوض ایک لاکھ چالیس ہزار کا مارا جانا،ان باتوں کے سننے سے عبرت ونصیحت حاصل ہوتی ہے اور اللہ والوں کی شان میں گستاخی وبے ادبی کرنے سے بچنے کی توفیق ہوتی ہے۔

(۵)اور پانچواں فائدہ یہ بھی ہے عشرۂ محرم امام سے جھوٹی محبت کا دعویٰ رکھنے والوں نے جوطرح طرح کے خرافات اور ناجائز باتیں رائج کررکھی ہیں مجلسوں کی برکت سے لوگ ان میں شامل ہونے سے بچ جاتے ہیں۔

ذکرامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضرورت واہمیت۔ بڑھتے ہوئے فتنوں کو دیکھ کراس بات کی سخت ضرورت ہے

کہ ماہ محرم الحرام میں ذکرامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس ضرور سجائی جائے تاکہ نسل،قوم کا سرمایہ،شان وعظمت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اور معرکہ کربلا کو سمجھ سکیں، کیونکہ ان کو گمراہ کرنے کے لئے دشمنان اہل بیت پورزور لگارہے ہیں کبھی کہتے ہیں معرکہ کربلا دوشہزادوں کی جنگ تھی تو کبھی یزید پلید کو جنتی ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔اورامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کی جارہی ہے۔امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کے نام پرطرح طرح کے خرافات کیا جارہاہے،اور ہماری قوم اتنی بھولی ہے کہ بس قرآن وحدیث کا نام سن لیا تواس کے پیچھے چل دیتی ہے،ان کو گمراہی کے راستہ پر جانے سے بچانے کا یہ بہت ہی اچھا طریقہ ہے کہ ماہ محرم الحرام میں جگہ جگہ ذکر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا جائے اوران کے ایمان وعقیدہ کہ حفاظت کی جائے۔

حدیث۔ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب فتنے یا بدعتوں کا ظہور ہواور میرے صحابہ کو برا بھلا کہا جائے تو عالم کو اپنے علم کا اظہار کرنا چاہیے اور جو ایسا نہ کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ،فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی۔اور اللہ تعالیٰ اس سے کوئی قیمت یا معاوضہ قبول نہیں کرے گا۔ (الصواعق المحرقہ)

دعا۔ دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ہر سال مجالس محرم منعقد کرنے بزرگوں کا ذکر جمیل سننے سنانے اور ان سے عبرت و نصیحت حاصل کرنے کی توفیق رفیق بخشے اور اللہ کے محبوب بندوں کو ستانے اور ان کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنے سے محفوظ رکھے اور قیامت کے دن نبیین، صدیقین، شہدا اور صالحین کے دامن کرم کے سائے میں ہم لوگوں کا حشر فرمائے۔ امین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

غم اور سوگ۔ شریعت میں عورت کو شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن سوگ منانے کا حکم دیا ہے، اوروں کی موت پر تیسرے دن تک اجازت دی ہے باقی حرام ہے اور ہر سال سوگ کی تجدید تو اصلاً کسی کیلئے حلال نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) میرے مسلمان بھائیو! ماہ محرم الحرام میں رونا اور رلانا سب رافضیوں کے طور طریقے ہیں کیونکہ ان کی قسمت میں ہی لکھا ہوا ہے۔ رافضی غم مناتے ہیں اور خارجی خوشی مناتے ہیں، جب کی سنی واقعات کربلا کو سن کر نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہیں، دین کی خاطر قربانیاں دینے کا سبق لیتے ہیں اور ان کے ذکر کی برکت اور فیض پاتے ہیں۔ ہاں اگر ان کی مصیبتوں کو یاد کر کے غم ہو جائے یا آنسو نکل آئے تو یہ محبت کی پہچان ہے، مطلب یہ ہے کہ ایک ہوتا ہے غم منانا اور غم کرنا، اور ایک ہوتا ہے غم ہو جانا، غم منانا اور کرنا ناجائز ہے اور از خود ہو جائے تو جائز ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ قوم وطن کے لئے جب لوگ مارے جاتے ہیں تو ان کے گھر و ملک والے ان پر فخر کرتے

ہیں تو اہل بیت کی مصیبتوں کو یاد کر کے غم ہونا اگر چہ ایمان کی پہچان ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ امت مسلمہ کو فخر ہے کہ ان کے نبی ﷺ کے نواسے نے راہ خدا میں اسلام کی حفاظت کے لئے اپنا گلا کٹا دیا ہے۔ محرم میں یہ ہرے اور کالے کپڑے غم اور سوگ منانے کے لئے پہنے جاتے ہیں سوگ اسلام میں حرام ہے۔ اس کے علاوہ سوگ کی اور باتیں بھی رائج ہیں جیسے، محرم میں شروع کے دس دن کپڑے نہ بدلنا، دن میں روٹی نہ پکانا، جھاڑو نہ لگانا، ماہ محرم میں شادی بیاہ کو بڑا سمجھنا، سب فضول باتیں اور جہالت ورافضیلت کی پیداوار اور خرافاتیں ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: یونہی عشرۂ محرم کے سبز (ہرے) رنگے ہوئے کپڑے بھی ناجائز ہیں، یہ بھی سوگ کی غرض سے ہیں۔ عشرۂ محرم میں تین رنگوں سے بچے سیاہ (کالا) سبز (ہرا) سرخ (لال)۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴)

حدیث۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جو میت (میت کے غم میں) گال پیٹے، گریبان پھاڑے اور زمانے جاہلیت کی سی چیخ و پکار مچائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری)

حدیث۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔ (بخاری)

حدیث۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ڈھول باجے اور بانسریوں کو مٹانے کا حکم دیا۔ (مشکوٰۃ

میرے مسلمان بھائیو! مذکورہ بالا احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ عشرۂ محرم میں تجدید غم نہیں منانا چاہیے، ہاں اگر واقعات کربلا سنتے سنتے آنکھوں میں آنسوں آ جائے تو یہ محبت کی نشانی ہے۔ اور رافضیلت سے مشابہت رکھنے والی مثلاً کپڑا کالا وغیرہ نہیں پہننا چاہیے۔ بعض جگہ لوگ عشرۂ محرم الحرام میں سواریاں نکالی جاتی ہیں اور ان کے ساتھ طرح طرح کے تماشے اور ڈرامے ہوتے ہیں وہ بھی ناجائز گناہ ہیں خدائے تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح معنی میں اسلام کو سمجھنے اور اس پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

محرم الحرام میں کیا نہ کریں۔ اس پہلے اسلامی مہینے میں جہاں بہت سارے نیک اعمال اور جائز رسمیں مسلمانوں میں رائج ہیں وہیں کچھ لوگ جہالت اور لاعلمی کی بنیاد پر اسی ماہ میں کئی خلاف شرع کام بھی کرتے ہیں جن سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں۔ ہر مسلمان کو ان تمام ناجائز اور خلاف شرع کاموں سے بچنا چاہیے، اس مقدس مہینے میں ہمیں جن باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے انہیں حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

تعزیہ داری کہ واقعات کربلا کے سلسلہ میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے اوران کوحضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پاک کی شبیہ کہتے ہیں، کہیں تخت بنائے جاتے ہیں، کہیں ضریح بنتی ہے اور علم اور شدے نکالے جاتے ہیں، ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں، تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے، آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں، کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں، کہیں چبوترے کھودوائے جاتے ہیں، تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں، سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں، ہار پھول، ناریل چڑھاتے ہیں، وہاں جوتے پہن کر جانے کوگناہ جانتے ہیں بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے، چھتری لگانے کو بہت براجانتے ہیں، تعزیوں کے اندر مصنوعی قبریں بناتے ہیں، ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں، سبز غلاف والی کوحضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کوحضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر یا شبیہ بتاتے ہیں اور وہاں شربت مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں یہ تصور کرکے کہ حضرت امام عالی مقام کے روضہ اور مواجہہ اقدس میں فاتحہ دلارہے ہیں۔ پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ مصنوعی کربلا میں لے جاکر دفن کرتے ہیں۔ گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن

کرآئے پھر تیجہ، دسواں، چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہندی نکالتے ہیں گویا ان کی شادی ہو رہی ہے، اور مہندی رچائی جائے گی اور اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں کوئی پیک بنتا ہے جس کے کمر سے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں گویا یہ حضرت امام عالی مقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔ کسی بچہ کو فقیر بنایا جاتا تھا ہے، اس کے گلے میں جھولی ڈالتے اور گھر گھر اس سے بھیک منگواتے ہیں، کوئی سقہ بنایا جاتا ہے، چھوٹی سی مشک اس کے کندھے سے لٹکتی ہے، گویا یہ دریائے فرات سے پانی بھر کر لائیگا، کسی علم پر مشک لٹکتی ہے، اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے گویا یہ حضرت عباس علمبردار ہیں کہ فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک تو تیر سے چھید دیا ہے، اسی قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں، یہ سب لغو خرافات ہیں ان سے ہرگز سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نہیں۔

یہ تم خود غور کرو کہ انہوں نے احیائے دین وسنت کے لئے یہ زبردست قربانیاں دیں، اور تم نے معاذ اللہ اس کو

بدعات کا ذریعہ بنالیا۔ بعض جگہ اس تعزیہ داری کے سلسلہ میں براق بنایا جاتا ہے جو عجب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا، شاید یہ حضرت امام عالی مقام کی سواری کے لئے ایک جانور ہوگا، کہیں دلدل بنتا ہے، کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں، بعض جگہ آدمی ریچھ، بندر، لنگور بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں، جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی، ایسی بری حرکت اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا ۔ افسوس کہ محبت اہل بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بیجا حرکتیں، یہ واقعہ تمہارے لئے نصیحتیں تھی اور تم نے اسے کھیل تماشا بنالیا، اسی سلسلہ میں نوحہ و ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے، اتنی زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہوجاتا ہے، سینہ سرخ ہوجاتا ہے بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے۔ تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے، مرثیہ میں غلط واقعات نظم کئے جاتے ہیں، اہل بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے اور چوں کہ اکثر مرثیہ رافضیوں ہی کے ہیں بعض میں تبرا بھی ہوتا ہے مگر اس رد میں سنی بھی اسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انہیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں، یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔ اظہار غم کے لئے سر کے بال بکھیرتے ہیں، کپڑے پھاڑتے اور سر

پر خاک ڈالتے اور بھوسا اڑاتے ہیں یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں، ان سے بچنا نہایت ضروری ہے ،احادیث میں ان کی سخت ممانعت آئی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے امور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ اور رسول ﷺ راضی ہوں کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔

تعزیوں اور علم کے ساتھ بعض لوگ لنگر لٹاتے ہیں یعنی روٹیاں یا بسکٹ یا اور کوئی چیز اونچی جگہ سے پھینکتے ہیں، یہ ناجائز ہے کہ رزق کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے، یہ چیزیں کبھی نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور اکثر لوٹنے والوں کے پاؤں کے نیچے بھی آتی ہیں اور بہت کچھ کچل کر ضائع ہوتی ہیں۔ اگر یہ چیزیں انسانیت کے طریق پر فقرا کو تقسیم کی جائیں تو بے حرمتی بھی نہ ہو اور جن کو دیا جائے انہیں فائدہ بھی پہنچے مگر وہ لوگ اس طرح لٹانے ہی کو اپنی نیک نامی تصور کرتے ہیں۔ (بہار شریعت جلد ۱۶)

اسی طرح حضور سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی ماہ محرم میں کئے جانے والے برے کاموں کی سخت مذمت فرمائی ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں،، تعزیہ ممنوع ہے، شرع میں کچھ اصل نہیں اور جو کچھ بدعات ان کے ساتھ کی جاتی ہیں سخت ناجائز ہیں۔ تعزیہ پر جو مٹھائی چڑھائی جاتی ہے اگرچہ حرام نہیں ہو جاتی مگر اس کے

کھانے میں جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانے اور اس کے ترک میں اس سے نفرت دلانی ہے لہذا نہ کھائی جائے، ڈھول بجانا حرام ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰)

تعزیئے داری اور علماء اہلسنت۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ تعزیئے داری سنیوں کا کام ہے اور ان سے روکنا منع کرنا بدمذہبوں کا۔ حالانکہ جب سے یہ غیر شرعی تعزیئے داری رائج ہوئی ہے کسی بھی ذمہ دار سنی عالم نے اسے اچھا نہیں کہا ہے۔ ہندوستان میں دور بدمذہبیت سے پہلے کے عالم و بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

تعزیے داری در عشرہ محرم وساختن ضرائح وصورت درست نیست۔ یعنی عشرہ محرم میں جو تعزیے داری ہوتی ہے گنبد نما تعزیے اور تصویریں بنائی جاتی ہیں یہ سب ناجائز ہے۔ (فتاویٰ عزیزیہ جلد اول صفحہ ۷۵)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو امام اہلسنت کہلائے جاتے ہیں جن کا فتویٰ عرب وعجم میں مانا جاتا رہا ہے وہ فرماتے ہیں۔

اب کے تعزیے داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز وحرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تعزیہ بنانا جائز ہے گھمانا ناجائز ہے، اعلیٰ حضرت نے اس کا بھی رد فرمایا اور بنانے سے بھی منع فرمایا وہ لکھتے ہیں: مگر اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیئے داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد واہل اعتقاد کے لئے ابتداء بدعت کا اندیشہ ہے۔ لہذا روضہ اقدس حضور سید الشہدا کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے۔ (فتاویٰ رضویہ)

جو لوگ کہتے ہیں کہ تعزیہ بنانا اہل سنت کا کام ہے وہ اعلیٰ حضرت کی کتابوں کا مطالعہ کریں پچاسوں جگہ ان کی کتابوں میں تعزیے داری کو ناجائز و حرام اور گناہ لکھا ہے، بلکہ ایک رسالہ اسی بارے میں تصنیف فرمایا ہے جس کا نام ہے ,,اعالی الافادہ فی تعزیہ الھند و بیان شہادۃ،،

مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ,,تعزیئے داری شرعاً ناجائز ہے۔ (فتاوی مصطفویہ

صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمہ تعزیئے داری اور اس کے ساتھ جگہ جگہ جو خلاف شرع حرکات و بدعات رائج ہیں ان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں ,,یہ سب محض خرافات ہیں ان سب سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نہیں ہیں۔ چند سطر آگے لکھتے ہیں، یہ واقعہ تمہارے لئے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشا بنالیا (بہار شریعت)

حضرت مولانا شاہ مفتی محمد اجمل صاحب سنبھلی فرماتے ہیں۔ اب چونکہ تعزیے داری بہت ممنوعات شرعیہ اور امور ناجائز پر مشتمل ہے لہذا ایسی صحیح نقل بھی نہیں بنانی چاہیے۔ (فتاویٰ اجملیہ)

حضرت مولانا حشمت علی خاں فرماتے ہیں: تعزیئے بنانا انہیں باجے تاشے کے ساتھ دھوم دھام سے اٹھانا ان کی

ان کی زیارت کرنا ان کا ادب اور تعظیم کرنا انہیں سلام کرنا، انھیں چومنا، ان کے آگے جھکنا اور آنکھوں سے لگانا ، بچوں کو ہرے کپڑے پہنانا گھر گھر بھیک منگوانا کربلا جانا وغیرہ شرعاً ناجائز و گناہ ہیں۔ (شمع ہدایت)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین صاحب امجدی فرماتے ہیں: ہندوستان میں جس طرح کے عام طور پر تعزیے داری رائج ہے وہ بیشک حرام و ناجائز و بدعت سیئہ ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ۱۳۸۸ھ میں اب سے تقریباً ۵۴ سال پہلے تعزیے داری کے حرام و ناجائز ہونے سے متعلق ایک فتویٰ مرکز اہلسنت بریلی شریف سے شائع ہوا تھا جس پر اس زمانے کے ہندوستان و پاکستان کے مختلف شہروں کے ۷۵ بڑے بڑے سنی علماء کرام کے دستخط تھے سبھی نے تعزیے داری کے حرام اور ناجائز ہونے کی تصدیق کی تھی اور وہ فتویٰ اس زمانے میں پوسٹر کی شکل میں شائع کیا گیا تھا اس کی تفصیل علماء کرام کے نام کے ساتھ حضرت مولانا مفتی جلال الدین صاحب علیہ الرحمہ کی تصنیف خطبات محرم ۴۶۹ پر دیکھی جاسکتی ہے گویا کہ تعزیے داری حرام ہونے پر اجماع امت ہے۔ اس سب کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ تعزیے داری سے روکنا بدمذہبوں کا کام ہے جہالت نادانی اور ناواقفی ہے۔

عاشورہ کے دن کے نفل نمازیں۔ عاشورہ کی رات کے متعلق بہت نمازیں آئی ہیں۔

(۱) جو شخص اس رات میں چار رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پچاس بار سورۂ اخلاص پڑھے تو مولا کریم اس کے پچاس برس گزشتہ اور پچاس سال کے گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لئے ملاءِاعلیٰ میں ایک ہزار محل تیار کرتا ہے۔ (ماثبت من السنۃ،غنیۃ الطالبین)

(۲) اسی رات دو رکعت نفل قبر کی روشنی کے واسطے پڑھے جاتے ہیں، جن کی ترکیب یہ ہے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین تین دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ جو آدمی اس رات میں یہ نماز پڑھے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت تک اس کی قبر روشن رکھے گا۔ (جواہر غیبی)

(۳) امام الانبیاء والمرسلین ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی عاشورہ کے روز (دن میں) چار رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لئے ایک نورانی ممبر بناتا ہے۔ (نزہتہ المجالس)

(۴) ایک سال تک زندگی کا بیمہ۔ یہ دعا بہت مجرب ہے۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے کہ جو شخص عاشورۂ محرم کو طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک اس دعا کو پڑھ لے یا کسی سے پڑھوا کر سن لے توان شاء اللہ تعالیٰ سال بھر اس کی زندگی کا بیمہ ہو جائے گا۔ ہرگز موت نہ آئے گی اور اگر موت آنی ہی ہے تو عجیب اتفاق ہے کہ پڑھنے کی توفیق نہ ہو گی۔

دعائے عاشورہ۔ يَاقَابِلَ تَوْبَةِ اٰدَمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءُ .يَافَارِجَ كَرْبِ ذِى النُّوْنِ يَوْمَ عَاشُوْرَاء .يَاجَامِعَ شَمْلِ يَعْقُوْبَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ .يَاسَامِعَ دَعْوَةِ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاء .يَا مُغِيْثَ اِبْرَاهِيْمَ مِنَ النَّارِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ .يَا رَافِعَ اِدْرِيْسَ اِلَى السَّمَآءِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ .يَامُجِيْبَ دَعْوَةِ صَالِحٍ فِى النَّاقَةِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ .يَانَاصِرَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ .يَارَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاقْضِ حَاجَاتِنَا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَطِلْ عُمْرَنَا فِى طَاعَتِكَ وَ مَحَبَّتِكَ وَرِضَاكَ وَاَحْيِنَا حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّتَوَفَّنَا عَلَى الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ بِرَحْمَتِكَ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ..اَللّٰهُمَّ بِعِزِّ الْحَسَنِ وَاَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَجَدِّهٖ وَبَنِيْهِ فَرِّجْ عَنَّا مَانَحْنُ فِيْهِ ..

پھر سات بار یہ دعا پڑھے۔ سُبۡحَانَ اللّٰهِ مِلۡءَ الۡمِیۡزَانِ وَ مُنۡتَهَى الۡعِلۡمِ وَمَبۡلَغَ الرِّضٰی وَزِنَةَ الۡعَرۡشِ لَا مَلۡجَاَ وَلَا مَنۡجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَیۡهِ .سُبۡحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ الشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا نَسۡئَلُكَ السَّلَامَةَ بِرَحۡمَتِكَ يَااَرۡحَمَ الرَّاحِمِيۡنَ .وَهُوَ حَسۡبُنَا وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ نِعۡمَ الۡمَولٰى وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ .وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ .وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ وَعَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ وَالۡمُسۡلِمِيۡنَ وَالۡمُسۡلِمَاتِ عَدَدَ ذَرَّاتِ الۡوُجُوۡدِ وَعَدَدَ مَعۡلُوۡمَاتِ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ .

مدنی التجا۔ اس کتاب کو اہل خانہ کے سامنے پڑھ کر سناؤ۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

طالب دعا آپ کا اپنا

محمد اطہر نوری جلاپوری

8004031507

atharnoori.blogspot.com

